کابل کے واقعہ شہادت پر

ایک آزاد خیال مسلمان

کابل کے تازہ واقعہ شہادت کے متعلق ایک مشہور و معروف آزاد خیال مسلم نے مندرجہ ذیل مراسلت بھیجی ہے۔ اس مضمون کے پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ روشن خیال مسلمان ہندوستان یا افغانستان کے ملانوں کے خیالات کو کس نظر سے دیکھ رہے ہیں حقیقت میں اس قسم کے افعال اسلام کو بدنام کرنے والے ہیں اور یہ ظالم طبع ملاں جب حجت و برہان سے احمدیت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو اب بہیمانہ افعال سے غلبہ چاہتے ہیں۔ مگر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی تائید کرتا ہے میں اس مراسلہ پر کسی قسم کی حاشیہ آرائی کرنا نہیں چاہتا۔ اس سلسلہ میں اور بھی جو مضمون آئیں گے بلاکم و کاست درج کر دوں گا۔

احمدی جماعت کو ان مضامین کے پڑھتے وقت یہ مدنظر رہے کہ ان کی حقیقت کے اظہار کی ایک فضا پیدا ہو رہی ہے اور اللہ تعالےٰ چاہے تو ان کا صبر و سکون اور اس راہ عمل میں استقلال اور ضبط ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو احمدیت کی صداقت کو اسی راستہ سے قبول کریں گے اس وقت علماء سوء کو پتہ لگے گا کہ جو چال وہ چلے تھے وہ ان کے لئے وبال جان ہو کر رہے گی۔ ایڈیٹر

ایک کہاوت ہے کہ زمانہ بدلتا رہتا ہے۔ جب ہم زمانہ گذشتہ اور موجودہ کے واقعات پر تنقیدا غور کرتے ہیں تو اکثر حالات میں اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ ہندوستان پر ایک زمانہ وہ تھا کہ عیسائیوں کی مذہبی یورشوں کی وجہ سے علمائے اسلام کو یہ فکر دامن گیر تھی کہ کس طرح پر تحقیقی رنگ میں ان الزامات اور اعتراضات کا ازالہ کیا جاوے جو دوسرے مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی جانب سے مذہب اسلام پر کیئے جاتے ہیں۔ مولوی رحمت اللہ صاحب کرانوی و مولوی چراغ علی صاحب دکھنی و سر سید احمد صاحب مرحوم وغیرہ وغیرہ علمائے کرام نے ان اعتراضات کے جواب میں اس قدر دماغ ریزی دکھلائی کہ آج زمانہ ان کی مساعی کا بدل مشکور ہے گو اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جو دوسروں کے سطحی اعتراضات اور نکتہ چینیوں کی زد میں نہیں آ سکتا اور خود خدا اس کا حافظ و ناصر ہے لیکن سطحی اعتراضات کی حقیقت کو کھولنا علمائے وقت پر لازم اور واجب تھا۔

سب سے بڑا اعتراض غیر مذاہب کا اشاعت اسلام کے متعلق یہ تھا کہ یہ مذہب بزور تلوار دنیا کی مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں پھیلایا گیا ہے۔ زیادہ تر اس پر اس واسطے بھی غور لازم تھا کہ بدقسمتی سے اعدائے اسلام نے تاریخ اسلام میں اس قدر الجھنیں پیدا کر رکھی ہیں کہ جن کا اثر دوسرے لوگوں پر بآسانی ہو سکتا ہے۔ علماء گذشتہ کی ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ اغیار پر یہ بات واضح ہوتی گئی کہ اسلام بذریعہ تلوار اور جبر کے اشاعت پذیر نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اپنی ذاتی وجاہت اور ذاتی وسعت کی وجہ سے اقصائے مغرب و مشرق میں پھیلا اور پھیل رہا ہے۔ چنانچہ بہت سے علمائے مغرب و مشرق نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ واقعی اسلام پر یہ ایک بے بنیاد الزام ہے۔ چنانچہ مسٹر آرنلڈ صاحب پرنسپل علی گڈھ کالج نے اس بارہ میں مفصل کتاب لکھ کر ثابت کر دیا کہ اسلام واقعی اپنی ذاتی صداقت اور اندرونی وجاہت کی وجہ سے مختلف قوموں اور ملکوں میں پھیلا ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ جب کسی مسلمان مولوی یا عالم فاضل کے سامنے کوئی غیر شخص اسلام پر یہ اعتراض کرتا تھا تو اس کے دل پر ایک خاص چوٹ لگتی تھی اور ہمہ تن اس بات کے ثابت ...... کرنے کے لئے تیار ہو جاتا تھا کہ یہ سب اعتراضات متعصبانہ ہیں۔ کیونکہ ہر ایسا شخص جب قرآن مجید میں یہ آیات دیکھتا تھا۔ لا اکراہ فی الدین ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ وجادلہم بالتی ہی احسن وغیرہ وغیرہ تو اس کے دل پر یہ بات نقش ہو جاتی تھی۔ کہ جب خود قرآن مجید کی یہ تعلیم ہے کہ دوسری قومیں

خواجہ پریس بٹالہ میں احمد وجودی پرنٹر نے چھاپا اور شیخ ابراہیم علی پبلشر نے تاب منزل قادیان سے شایع کیا

اور دوسرے مذاہب کے ساتھ اس قسم کی رواداری سے سلوک کریں۔ تو اس کا دل اور ضمیر اس بات پر فتوے دیتا تھا کہ واقعی انسان کی فطرت صحیحہ قرآن مجید اس بات کے اعلان کرنے والے ہیں کہ کوئی شخص یا کسی شخص کو محض اختلاف عقاید کی وجہ سے کسی زد میں نہیں لایا جا سکتا

خدا کی قدرت

آج وہ زمانہ آگیا ہے کہ علمائے اسلام میں سے بعض پرجوش مسلمان اس بات کے مفتی ہیں کہ اگر کوئی غیر فرقہ اسلام کا آدمی کسی بادشاہت اسلام میں جو اس فرقہ سے وابستہ نہ ہو۔ اپنے عقیدہ کے موافق زندگی بسر کرے تو وہ قابل دار اور سنگسار کرنیکے لائق ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ قرآن مجید میں آیات بالا دیکھتے اور پاتے ہیں تو پھر کس وجہ سے ایسا فتوی دینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ مولوی نعمت اللہ صاحب مرحوم کی سنگساری ابھی فراموشی تک پہنچی تھی کہ اب خبر آئی ہے کہ اور دو تاجر یا دو دکاندار بجرم عقیدت احمدیہ سنگسار کر دیئے گئے ہیں۔ جہاں تک واقعات کا علم ہوا ہے۔ مولوی نعمت اللہ صاحب مرحوم اور ان دو شہیدوں کی نسبت یہ اعتراض کبھی بھی نہیں اٹھایا گیا کہ وہ سیاسیات میں دخیل تھے۔ یا حکومت افغانیہ کے بارے میں ان کے خیالات قابل نفرت تھے۔ اخیر تک یہی ثابت ہوتا ہے کہ بوجہ احمدی ہونے کے انہیں سنگسار کر دیا گیا ہے۔ کتنے بڑے ظلم کی بات ہے کہ قرآن مجید تو غیروں کی بابت بھی فرماتا ہے کہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن اور یہاں اس کے خلاف اُلٹے بانس بریلی کو یوں جاتے ہیں کہ خود مسلمان موحد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ماننے والا کلمہ گو۔ صرف بعض عقاید کے اختلاف کی وجہ سے شہید اور قتل کیا جاتا ہے۔ آج اس عمل سے علمائے کرام کی وہ کوششیں جو شروع سے لے کر آج تک عمل پذیر تھیں۔ کابل کے چند ملانوں کے جوش کے تحت یوں ملیامیٹ کر دی گئیں۔ علمائے کابل کو یہ فخر ہوگا کہ ان کے نزدیک چند احمدیوں کا قتل اور شہادت فرقہ احمدیہ کے روکنے کے واسطے ایک سد سکندری ثابت ہوگی۔ لیکن یاد رہے کہ زمانہ اور شہیدوں کا خون ہرگز زمین پر باواز بلند یہ کہہ رہا ہے کہ یہ خون ناحق کبھی بھی بازپرس سے باقی نہیں رہ سکتا۔ بڑا عذر یہ کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ مرتد تھے اس واسطے روکنا قتل واجب تھا۔ افسوس کہ مرتد کی تعریف میں ایک غلطی کھائی گئی ہے۔ جو شخص خدا کو ایک رسول کو برحق۔ ائمہ مذاہب کو صادق سمجھتا ہے۔ حشر و نشر کا قائل ہو۔ وہ کیونکر مرتد کہا جا سکتا ہے۔ آؤ ہم تمہیں پہلے علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے چند فقرات ادب کے ساتھ سنائیں اور پھر پوچھیں کہ کیا ان بزرگان کی نسبت پر بھی ارتداد کا فتوے دو گے۔ مختلف کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت اجمیری علیہ الرحمۃ کے حضور میں آیا۔ اور عرض کیا کہ آپ مجھے اپنا مرید بنا لیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کہو معین الدین رسول اللہ۔ حضرت احمد غزالی کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ اگر تم موحد بننا چاہتے ہو۔ تو شیطان سے توحید کا سبق لو۔ اسی طرح پر بعض ملفوظات حضرت عبدالقادر جیلانی مرحوم کے پیش کیئے جا سکتے ہیں۔ کیا ان بزرگان ملت کو صرف اس واسطے نعوذ باللہ مرتد نہ کہا جاوے گا کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ یا اس وقت موجود نہیں ہیں۔ ابن عربی علیہ الرحمۃ پر جن وجوہات سے کفر کے فتوے لگائے گئے۔ آج ان کی عظمت اور مضطربانہ یادداشت ثابت کر رہی ہے کہ جس طرح پر ان کے داغ کفر کو زمانہ نے دھو ڈالا۔ اسی طرح پر ان شہیدان کابل کے واقعہ سنگساری کو بھی زمانہ باطل کر کے دکھا دیگا۔

یہ عجیب منطق ہے کہ غیر مسلم کو تو جزیہ لے کر چھوڑا جاتا ہے۔ اور مسلمان کلمہ گو پر قتل کا فتوے لگایا جاتا ہے۔ گویا ارتداد کی تعریف جامع مانع نہیں۔ حکومت کابل کا ہمارے خیال میں چنداں قصور نہیں کیونکہ وہ کابل کے ملانوں کے ہاتھ میں چکر کھا رہی ہے۔ اگر امیر صاحب بالقابہ کی صحیح ضمیر اور صحیح فطرت سے سوال کیا جاوے کہ آیا آپ اس پر صحیح طور پر فتوے سنگساری دیتے ہیں تو یقیناً وہ مارے شرم کے سرنگوں ہو جاویں گے۔ مگر کیا کریں کہ علمائے حکومت کابل کے دماغوں میں یہ بات سما چکی ہے کہ غیر عقیدت مندوں کے ساتھ یوں ہی برتاؤ ہونا چاہیئے۔ حکومت کابل اور علمائے کابل کو بہت مشکل پڑے گی کہ جب کبھی کسی شیعہ عقیدت مند نے اپنے عقائد کا سرزمین کابل میں اظہار کیا تو ان کی نسبت معلوم نہیں کیا فتوے دیا جاوے۔ تعجب ہے کہ غیر مذاہب کے ساتھ تو اسلام اس رواداری کی تاکید کرتا ہے۔ جس کی دوسرے مذاہب میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اور حکومت کابل اور علمائے کابل خواہ مخواہ کی کھینچا تانی سے اصولی ہم عقیدت لوگوں کو پھانسی پر چڑھاتے اور سنگسار کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ زمانہ کی لاٹھی جو خدا کی لاٹھی کہلاتی ہے۔ بڑی خاموشی کے ساتھ زد کرتی اور کسی قدر دیر کے بعد پڑتی ہے۔ یقیناً ان شہیدان ملت احمدیہ کا خون کسی روز رنگ لائے گا۔ اور دنیا پر ثابت ہو جاوے گا کہ اسلام اس قسم کے افعال کی تائید نہیں کرتا۔ بجائے اس کے کہ تحت وجادلھم بالتی ھی احسن۔ ان لوگوں کو قائل کیا جاتا۔ ان کے سنگسار کرنے کا فتوے دینا دلیل اس بات کی ہے کہ علمائے کابل کے ہاتھ میں معیار صداقت کوئی نہیں۔ وہ ڈنڈہ بازی سے ہی کام لینا شروع جانتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ فتوے اسلام کی تحقیر اور تذلیل ہے۔ پرانے علماء ہندوستان کی روحیں ان واقعات کے سننے سے اسلامی قبرستانوں میں چیں بجبیں ہو رہی ہیں۔ کہ ہم نے تو فنڈل صاحب اور دیگر پادریوں کے اعتراضات کو اس رنگ میں اُڑا دیا کہ اسلام سختی سے اپنا عقیدہ نہیں منواتا اور نہ جبر کرتا ہے وہ تو یہ کہتا ہے کہ تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم۔ اور یہ کہتا ہے کہ مسلمان ہونا نہ ہونا تمہاری اپنی بہتری اور بہبودی یا مضرت کا موجب ہوگا۔ اور ہم بجائے اس کے یہ کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ خدائی اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں کہ اگر تم فلاں عقیدہ نہیں مانتے تو تم قتل اور سنگسار کرنیکے قابل ہو۔ قرآن مجید سے کوئی دکھا دے کہ کس جگہ پر قرآن نے ایسے جبر اور ظلم کا حکم دیا ہے۔ یا یہ بتا دے کہ آنحضرت نے اپنی زندگی مبارک میں ایسا کیا اور کرایا۔ ہم نے دونوں طرف کے دلائل اور براہین کو اس بارہ میں غور سے دیکھا۔ اور پڑھا ہے۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ قرآن مجید کے احکام میں دست اندازی کی گئی ہے۔ یا بالائے طاق رکھا گیا ہے۔ مرتدوں کے بارے میں جو اسلام اختیار کر کے پھر اپنے سابقہ عقائد کی جانب عود کر چکے ہوں یا اسلام چھوڑ دیا ہو۔ زیادہ سے زیادہ یہی آیا ہے کہ خدا بیوم حشر ان کے اعمال کی انکو سزا دیگا۔ اور یہ درست نہیں ہے تو پھر بجائے اس کے کیوں قرآن مجید میں یہ نہیں لکھا گیا کہ جو مرتد ہو جاوے گا اس کی سزا قتل اور رجم ہے۔ جب قرآن مجید میں یہ حکم صریحاً نہیں تو پھر یہ کہنا کہ صحیفہ قرآنی میں سے آیت رجم محو کر دی گئی کہ اس کا یا اس کا عمل نہیں رہا۔ کہاں تک درست اور موزوں ہو سکتا۔ آیت رجم کا بکھیڑا ڈالنا دوسرے الفاظ میں اس بات کو مان لینا ہے۔ کہ قرآن مجید نعوذ باللہ ہمارے ہاتھ میں مکمل نہیں ہے۔ غریب شیعہ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ قرآن کو مکمل نہیں مانتے محض غلط ہے کیونکہ ان کے علمائے کرام اس بات کی تصدیق نہیں کرتے اور واقعی وہ قرآن مجید کو مکمل مانتے ہیں۔ اب ہمارے ان علمائے کرام کو جو اس فتوے سنگساری کے حامی ہیں اپنے اعتراضات کے صفحہ شیعیت سے مٹا دینا چاہیئے۔ الزام ان پر دیتے تھے۔ اور خود زیر الزام ہوتے جاتے ہیں+

مرتد

جو مرتد کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص شروع سے ہی مصدق اسلام نہ ہو وہ تو کافر ہے۔ اور جو اسلام اختیار کر کے اس سے روگردان ہو جاوے وہ مرتد ہوگا۔ بہت اچھا ہم پوچھتے ہیں کہ جو شخص اسلام کو جواب دیکر پھر اپنے اصل مذہب کی طرف چلا جاوے یا اسلام کے سوا کوئی اور مذہب اختیار کرے۔ وہ تو مرتد ہوا۔ لیکن جو شخص خدا کو ایک اور احکام اسلام میں سے فیصدی ننانوے ماننا ہو۔ رسول کی تصدیق کرتا ہو۔ حشر و نشر کا معترف ہو۔ اسے کیا کہیں گے۔ کیا نیم مرتد کہا جاوے گا۔ اگر وہ نیم مرتد ہے۔ تو اس کے واسطے سزا بھی کوئی دوسری ہونی چاہیئے جیسے جلا وطن کر دینا۔ ملک سے اخراج یا زبان بندی کر دینا نہ یہ کہ سنگسار کر دیا جاوے+

بات یہ ہے کہ بوجہ اختلاف عقیدت علمائے کابل کے دماغوں میں فرق آگیا۔ جواب تو دے نہ سکے اور حکومت کے اثر میں ہو کر بے گناہوں کے قتل کا فتوے دیدیا۔ خدا جانے اس فتوی دینے کے وقت علما و مفتیان کے دل و دماغ میں کیا کچھ خیالات متموج ہوں گے۔ اگر ان کی صحیح فطرت سے اور وہ اسلامی وجاہت اور آزادی کے معترف ہیں تو ضرور اُس وقت بھی ان کا ضمیر انہیں روکتا اور ملامت کرتا ہوگا۔ مگر کیا کریں عقیدت کے اختلاف کی وحشت نے انہیں اس بات پر مجبور کر ہی دیا۔ ہم سنتے ہیں کہ چند اور احمدی بھی بوجہ عقیدہ احمدیت کے اس زد میں آنیوالے ہیں۔ یاد رکھو اس ظلم و ستم کا اثر زمانہ کے موٹے قلم سے بایں الفاظ لکھا جاوے گا۔ کوئی شخص عقیدت کی لہر کو بند نہیں کر سکتا۔ جب بند کرتا ہے تو صحیح عقیدت اور بھی جوش میں آتی ہے یہ صحیح عقیدت کا ہی اثر ہے کہ شہید

احمدیوں کو پہلے کہا جاتا ہے کہ یا تو توبہ کرو ورنہ تختہ سنگساری پر بٹھائے جاؤ گے۔ ایک طرف یہ لوگ موت کا نظارہ کرتے اور سنگ ساری کے تماشائی ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کی عقیدت انہیں صداقت کے خیال سے ہلنے نہیں دیتی۔ دنیا کی قوموں میں سے بعض فرقوں نے باوجود انواع و اقسام کے تشدد اٹھانے کے بھی اپنی عقیدت کو جواب نہیں دیا۔ اور جان دیدی۔ یہ جدا بحث ہے کہ ان کی عقیدت دوسرے لوگوں کی نظروں میں کچھ بھی وقعت رکھتی ہو۔ لیکن ان کا اپنی عقیدت پر قائم رہنا ان کی ہمت اور حوصلہ کو برباد نہیں کر سکتا۔

غرض ایسی نظیریں مل سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موج عقیدت کو روکنے سے نہیں روکا جا سکتا اور نہ اس کا تموج دور ہونے میں آتا ہے۔ گیند جوں جوں زور سے زمین پر پھینکی جاتی ہے لگاتار ابھرتی ہے اور اپنا ابھار نہیں چھوڑتی۔ حکومت کابل اور علمائے کابل نے اپنے عمل سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ امداد دی ہے کہ جن لوگوں کو سنگسار کیا گیا ان کا فرقہ اور ان کی عقیدت سرزمین کابل میں پھلے اور پھولے۔ یاد رکھو وقت آنے والا ہے کہ ان شہیدان ملت احمدیہ کے ماتم میں سرزمین کابل سے شعلے اٹھیں گے۔ اور سرزمین کابل انہیں ابھارے گی۔ یہاں تک کہ یہ اختلاف دور ہو کر رہے گا۔ اور زمانہ ثابت کر دے گا۔ کہ اسلام کی وجاہت صرف رواداری میں ہے اور وہ کسی صورت میں بھی آزادئ خیال کو نہیں روکتا۔ دوستو! عقیدت کی لہر یا صرف اپنی ذات سے متعلق ہے یا خدا کے ساتھ۔ اس کے اختلاف کی صورت میں دوسروں کا کوئی حق نہیں کہ خدائی اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ خدائی سزائیں اور رخ رکھتی ہیں۔ اور وحشیانہ انسانی سزائیں آزادی کش ہو کر فطرت انسانی کو ملیا میٹ کر دیتی ہیں۔ سوچو اور سمجھو۔ صرف اختلاف خیال کی وجہ سے۔ کیونکہ مذہب بھی ایک خیال ہے۔ کسی دوسرے کو سنگسار کرنا عقل کے ہی خلاف نہیں بلکہ اسلام کے بھی خلاف ہے۔

میں اس بات کو مانتا ہوں کہ خدا کے صفات ثبوتیہ اور سلبیہ فلاں فلاں ہیں۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ خدا انہیں ہے۔ اس کا اچھا فیصلہ کرنے والا خود خدا ہے۔ نہ کہ مولوی صاحبان اور علمائے کابل۔ قرآن مجید میں تو کہا گیا ہے بلغ ما انزل الیک من ربک۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی فرمایا ہے کہ لست علیہم بمصیطر۔ شرم۔ شرم۔ رسول خدا کو تو حکم ہوتا ہے کہ جو کچھ تم کو کہا گیا وہ پہونچا دو۔ جبر اور ظلم کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم مصیطر نہیں ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہم جوش وحشت میں صف اول مصیطرین میں داخل ہو کر اسلام کی رسوائی اور بدنامی کا موجب بنتے ہیں۔

اخیر پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

ان واقعات کی وجہ سے احمدیوں کے دل و دماغ پر جو کچھ زد پڑتی ہے اس کو وہ لوگ زیادہ اچھی طرح جان سکتے ہیں جنہیں قومیت کا ولولہ ہے۔ بعض لوگ جو احمدیوں کے واویلا سے متاثر ہو کر انہیں یہ ترغیب دیتے ہیں کہ واویلا مت کرو۔ شکایت مت کرو۔ کیونکہ اسلامی شریعت کی اس میں تحقیر ہے۔ وہ یہ تو سمجھتے ہیں کہ اسلامی حکومت نے یہ فعل کیا اور اس پر ان کے متعلقین کو افسوس کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ کاش ہم اصل واقعہ پر غور کرتے اور آزادی کے ساتھ اس معاملہ میں بغیر اس کے کہ وہ احمدیوں کا ہے یا کسی کا رائے زنی کرتے۔ ہم احمدیوں کو بھی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ حکومت کابل آج تک بعض علمائے کابل کے ہاتھوں میں چکر کھا رہی ہے۔ ہمارا وجدان اس پر شاہد ہے کہ امیر کابل خدا ان کی رائے کو بدلدے اور مضبوطی سے بدلے۔ اس ظلم و ستم پر ضمیری شہادت سے کام نہیں لیتے ہوں گے۔ اس واسطے وزرا بردباری سے کام لینا چاہیئے۔ دیکھ لو تمہارے ہی مریدوں نے کس شان و شوکت اور کس استقلال سے جانیں دیں۔ ان کا جان دینا تمہارے حق میں اعلان اشاعت مزید ہے۔ زمانہ آنیوالا ہے کہ ہر شخص خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو اور کوئی مذہب بھی رکھے۔ اس ظلم و ستم پر مورخانہ رنگ میں آنسو بہائے گا۔ اور یہ کہے گا کہ علمائے کابل کی اس حرکت کی وجہ سے اسلام ایسی صاف ہستی پر داغ لگانے کی کوشش کی گئی ہے ؎

چو از قومے یکے بیدانشی کرد
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

ہماری ذمہ داریاں اور اندرونی اور بیرونی دشمن

علمائے سوء کا فتنہ نہایت خطرناک دشمن ہے

ہم جس مقصد کو لیکر کھڑے ہوئے ہیں وہ مقصد اس قدر بڑا ہے کہ اگر پورے شعور سے اس کا تصور کیا جائے تو انسانی روح کانپ اٹھتی ہے اور یقیناً انسان کہہ اٹھتا ہے کہ میں یہ نہیں کر سکتا۔ اس قسم کی حالت انسان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ ایک وہ جو کہ مشکل اور مصیبت کو دیکھکر اپنا سر اس کے آگے مایوسی کے ساتھ جھکا دیتے ہیں۔ اور ایک وہ جو کہ ایسے وقت میں ایک ایک لحظہ کو غنیمت جان لیتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا کہ مرنے سے پیشتر یا قبل اس کے کہ میری قوتیں جواب دے جائیں مجھکو اس کام کے لیئے اپنی پوری قوت صرف کر دینی چاہیئے۔ پس وہ جو پوری طاقت سے کھڑا ہوتا اور موت یا مشکلات کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ اور اپنا منٹ منٹ ضائع نہیں کرتا۔ وہ شخص یقیناً کامیابی کے دروازہ پر پہونچ جاتا ہے۔ بالکل یہی حالت ہماری ہے۔ مشکلات اور مصائب ہمارے سامنے ہیں۔ اور ان کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص کسی جنگل میں ہو اور اس جنگل کے تمام وحشی اس پر حملہ آور ہوں۔ ان کے منہ ہر طرف سے کھلے ہوئے ہوں۔ اور اس انسان کی چیخ و پکار جنگل سے باہر نہ نکل سکتی ہو+

اسی طرح ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمارے خلاف داخلی اور خارجی دشمن پوری طاقت سے کھڑے ہیں اور وہ ہم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں اس لیئے کہ اسلام کی مقدس امانت جو ہمارے پاس ہے اس کو ہمیشہ کے لیئے دنیا سے مفقود کر دیں۔

یہ دشمن جن کو میں نے داخلی دشمن قرار دیا ہے وہ وہ اقوام ہیں جو کہ اسلام کی مدعی ہیں اور اسلام کے حامل ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں مگر اپنی مسرفانہ زندگی کی وجہ سے وہ اسلام کو تباہ کر رہی ہیں۔

خارجی طور پر وہ تمام اقوام عالم ہیں جو اسلام سے باہر رہ کر آج تک جہالت اور توہمات کا شکار بنی ہوئی ہیں۔ یہ اقوام ہندوستان میں ہوں یا ہندوستان سے باہر ان سب کا مقابلہ ہمارے ساتھ بلاواسطہ یا بالواسطہ۔ ان تمام دشمنوں کے مقابل میں ہماری تعداد۔ ہماری طاقت ہماری قوت بہت کمزور ہے۔ ایسی حالت میں ہماری ذمہ داری ظاہر ہے۔ ہم جبکہ اسلام کے صحیح معنوں میں حامل ہیں تو اسلام ہم کو سکھاتا ہے کہ ہم مایوس نہ ہوں بلکہ عمل کے میدان میں اتریں اور اپنے اوقات کو ضائع نہ کریں۔ وہ لوگ جو کہ کسی میدان میں اترتے ہیں وہ اس کے ذرا ذرا حصہ کے حالات کی خوب دیکھ بھال کرتے ہیں۔

ہماری حالت

ہماری حالت بالکل اس قوم کی حالت ہے جو میدان جنگ میں اتری ہوئی سخت حریف کے مقابل ہو۔ اور حریف کے پاس پوری قوت و طاقت ہو۔ ایسے وقت میں ہر طاقت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے سامان اپنی ہر چیز کی نگہداشت کرے۔ وہ جنگ کی چپہ چپہ زمین کے حالات سے واقف ہو۔ اور آرام کے وقت کو بھی جنگ کی تیاری کے لیئے صرف کر دے۔ میں ان سطور کو یہاں تک لکھ چکا تھا کہ آسمان پر انگریزی ہوائی جہازوں کو منڈلاتے ہوئے دیکھا۔ حالانکہ اس وقت مصر کی زمین میں کوئی فتنہ نہیں مصری قوم لڑائی کی طاقت نہیں رکھتی۔ مگر عقلمند انگریزی قوم اس آرام کی گھڑیوں میں گہری نیند میں نہیں پڑی بلکہ وہ دور اندیشی کی نگاہ سے آنیوالے واقعات کو دیکھ کر ہوا میں اپنی جنگی مشق کر رہی ہے۔ پس یہی درست اور صحیح ہے کہ عقلمند قوم کا میدان جنگ میں فرض ہے کہ وہ ہر ایک قسم کے خطرات سے چوکنی رہے۔ اور کسی وقت گہری نیند سے حصہ نہ لے۔ میں کبھی صوفیوں کے اس فقرے پر غور کرتا ہوں کہ کم خوردن کم گفتن کم خفتن پر عمل ہونا چاہیئے۔ تو حیران ہو جاتا ہوں کہ اس جامع فقرے میں نہ صرف دینی امور کی طرف اشارہ بلکہ یہ ایک صحیح علاج ہے اس امر کا کہ اس کو پکڑ کر کوئی قوم دنیا میں پورا عروج حاصل کر سکتی ہے۔ یہ وہ گر ہے جسکو دنیاوی رنگ میں اور دینی رنگ میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور دونوں رنگوں میں مفید اور مجرب المجرب ثابت ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ انسان سست الوجود نہ ہو۔ یہی وہ سر ہے کہ اسلام نے تمام منشیات کو منع کر دیا تاکہ انسان کسی رنگ میں ناقص نہ ہو۔ پس اسلام کی منشا انسان کو کامل انسان بنانے کی ہے۔ اس لیئے تمام وہ امور

جن سے ایک انسان [illegible] نقص پیدا ہوتا ہے اس سے اسلام نے منع کر دیا ہے۔ اس لیئے کہ اسلام کا خدا کامل خدا ہے۔ اسلام کا رسول کامل رسول ہے۔ اسلام کی کتاب کامل کتاب ہے اسلام ایک کامل مذہب ہے پس اسلام انسان کو ایک کامل انسان دیکھنا چاہتا ہے۔ ہر وہ چیز جو سستی پیدا کرتی ہے۔ وہ اسلام نے منع کر دی۔ ریشمی کپڑے۔ سونے چاندی کی اشیاء۔ مال و دولت سے محبت۔ مسکرات۔ جوئے کی قسم کی کھیلیں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو انسان میں سستی پیدا کرتی ہیں جو انسان کو عبادتوں سے روکتی ہیں۔ انسان کو اس کی خانگی زندگی کو خراب کرتی ہیں۔ انسان کو سوسائیٹی میں بدنام کرتی ہیں۔ تمدن میں نقص پیدا کرتی ہیں پس اسلام نے ان سے منع کر دیا تاکہ انسان ایک ہوشیار تندرست عقلمند انسان ہو۔ اور جبکہ اس کی یہ حالت ہوگی تو وہ کام بھی زیادہ کرے گا۔ اپنے وقت کو ضایع ہونے سے بچائے گا۔ کہ یہ اسلام کا ایک جزو ہے اسلام صرف آخرت کے متعلق تعلیم دینے کے لیئے نہیں آیا بلکہ اسلام بتلاتا ہے "الدین مزرعة الآخرة" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یہ کام کی جگہ ہے۔ اس جگہ بوؤ تاکہ کاٹو۔ اسی کے ساتھ فرمایا "ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة" ضروری ہے کہ اچھا بیج بوؤ تاکہ اچھا کاٹو۔ پس یہاں کی عمدہ زندگی کی طرف بھی اسلام توجہ دلاتا ہے + اور یہ اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ ہم اسلام کے ان زرین اصولوں کے حامل ہوں گے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے متعلق اسلام ہمکو سکھاتا ہے کہ تم نہ صرف خود ان کے حامل ہو بلکہ ان کو تقسیم کرو۔ تاکہ لوگ بھی ان سے مستفید ہوں۔ اور انسانی جماعت کا وہ حصہ جو محض انسان اخلاقی اور اعلیٰ سوسائیٹی میں اپنے اعمال کی وجہ سے گرا ہوا اور وہ اپنی زندگی کو بیکار ضائع کر رہا ہے۔ وہ حصہ جو مرنے کے بعد سوکھی لکڑیوں کی طرح سے آگ کی بھٹیوں میں جلایا جائے گا۔ اور تم کو اس کا علم ہے تم آج ان کے بچانے کے لیئے کوشش کرو۔

وہ حصہ جو خدا سے دور ہے۔ وہ حصہ جو اسلام پر عامل نہ ہونے کی وجہ سے دنیا کی بد امنیوں کا باعث ہے تم ان کو اسلام کی دولت سے مالا مال کرو۔ اور دنیا کے اندر امن پیدا کرو۔ خدا سے بچھڑے ہوؤں کو خدا سے ملاؤ۔

یہ ذمہ داری صرف اس قوم کی ہوتی ہے جو خدا کے مرسلوں پر ایمان لاتی ہے اور سچے ایمان کی حامل ہوتی ہے یعنی ایسے لوگوں کا کام دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ خود اس تعلیم کے حامل ہوں اور دوسرے یہ کہ وہ دوسروں کو عمل کرائیں۔ پس ایسے وقت میں ہمارے دو کام ہو جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ ایک حالت کو اپنے پر وارد کر دیں اور اپنے آپ کو اس رنگ میں رنگ دیں۔ تاکہ وہ ہمارا شعار ہو جائے اور اس طرح سے ایک اچھا نمونہ ہو۔ تو اچھا نمونہ بن کر ہم اشتہار ہو جا۔ وہ اپنے اعلیٰ نمونہ کی وجہ سے دوسروں کے لیئے ایک اشتہار ہے۔ اور دوسرے وہ دوسروں کو قولی طور پر تعلیم دے۔ اس صورت میں کہوں گا کہ

ہمارے کام کی تقسیم ہمارے کام کی تقسیم یوں ہو جاتی ہے

ایک طرف ہم اپنے نفس سے جہاد کریں اور ایک طرف دوسرے دوسرے لوگوں سے۔ اس لیئے کہ انسانی نفس ایک نمونہ ہے سارے جہان کی مجموعی حالت کا۔ اس نفس کے اندر اس قدر گند سے بھرے ہوئے ہیں کہ ہر شخص اپنا اپنا محاسبہ کر کے سمجھ سکتا ہے۔ یہ نفس عجیب و عجیب راستوں پر انسان کو ڈالتا ہے۔ بہت دفعہ انسان نفس کے خلاف ایک دینی کام کرتا چلا جاتا ہے مگر نفس اپنے کام میں لگا ہوتا ہے وہ اس کو ریا کی بھٹیوں میں ڈال کر جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ بہت دفعہ خیالات کے اندر اس قسم کے امراض پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اعمال کی تشریح اور توضیح کرنے لگتا ہے۔ اور اس طرح سے اپنے اعمال کے دائرے کو طبیعت کے مطابق ہلکا بنا لیتا ہے۔ برخلاف اس کے اسلام یہ چاہتا تھا کہ نفس کو مارا جائے۔ اور اس کے خلاف اس کے اندر اطاعت کی روح پیدا کی جائے۔ مگر نفس سرکشی دکھلاتا ہے اور۔ وہ خود اس میدان کے سوار کو زیر کر لیتا ہے۔ بہت امور میں ہم یہ خیال کر لیتے ہیں کہ ہم سب سے نیک ہیں۔ ہمارا یہ کام بے مثل نیکی ہے۔ مگر در اصل نیکی کی وجہ سے وہ ایک گناہ ثابت ہوتا ہے +

نفس کی مشکلات پر میں اگر لکھوں تو مضمون کی طوالت کے علاوہ میں اس کا اہل نہیں کہ میں روحانیت کے ان نکات کو حل کرنے کے لیئے قلم اٹھاؤں +

دوسرا مقابلہ پس دوسرا مقابلہ ان لوگوں سے ہے جو کہ اسلام کے دشمن ہیں اور یہ دشمن کئی قسم کے ہیں۔ جن کی مختلف حالتیں ہیں۔ ایک دشمن وہ وہ ہیں جو اسلام کے داخلی دشمن ہیں۔ اور ایک وہ دشمن ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مسلم ہیں مگر اسلام کو اپنی بد اعمالی سے تباہ کر رہے ہیں اور ایک وہ جو مسلم نہیں وہ اپنے مختلف ہتھیاروں اور عقائد سے اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ پس میں پہلے ان لوگوں کو لیتا ہوں جو مسلم کہلا کر پھر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔

داخلی دشمن یہ لوگ کئی حصوں میں منقسم ہیں اور ان کی حالت کو معلوم کرنے کے لیئے بہت بڑے تبحر کی ضرورت ہے تاکہ انسان ان سب کے حالات معلوم کر سکے مگر میں اس کی موٹی تقسیم تین طرح کرتا ہوں۔ ایک وہ لوگ جو علما کہلاتے ہیں اور ایک وہ جو کہ عوام کہلاتے ہیں اور ایک وہ جو نئی روشنی کی عینک لگائے ہوئے۔

اگرچہ ہر ایک سیکڑوں قسمیں ہیں مگر میں ان سب کو موٹی قسموں کے اندر لے آتا ہوں۔

علمار کی حالت اس وقت سب سے خطرناک ہے۔ اس لیئے کہ وہ عوام کے لیئے ایک مصیبت ہیں اور نئی روشنی کے لوگ جو دیانت سے اب آزاد ہو رہے ہیں وہ بھی ان علماء کی برکتوں کا نتیجہ ہے۔ یہ علمار اس وقت بالکل اس شعر کے مصداق ہیں ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر میکنند

یہ لوگ اسلام کی نہایت گندی تصویر کھینچتے ہیں ان کے اخلاق مر چکے اور دنیا کے اندر اگر کوئی بد اخلاق قوم اس وقت باقی ہے تو وہ یہی قوم ہے۔

بھنگی جو کہ ایک مردار خوار قوم ہے۔ جن کا پیشہ نہایت گندہ اور ذلیل ہے۔ جن کی زندگی نجاست کی زندگی ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ سے اس طرح دور پڑے ہوئے ہیں جیسے کہ بودار مُردار زندگی کے پانی سے۔ ان کے پاس اگر کوئی انسان شریف الطبع جا کر بیٹھ جاکر بیٹھ جائے تو وہ اس قدر ملول نہیں ہوگا جس قدر علمار کی مجلس میں بیٹھنے والا شخص ملول ہو جائے گا۔ اس لیئے کہ نفس پرستی ان کا سب سے پہلا شیوہ ہے۔ اور اس گھوڑے کے بل پر ان کی ساری گاڑی چل رہی ہے۔ وہ جو بھنگیوں کو بد زبانی کی وجہ سے بدنام کرتے ہیں وہ بات بات پر دوسروں کو دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان کی تحقیر کرتے ہیں اور نہایت گندہ نمونہ دکھاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور کوئی نیکی ان کے قریب سے نہیں گذری۔ وہ بتوں کی عبادت سے منع کرتے ہیں لیکن خود بت بن کے بیٹھے ہیں۔ اور اپنے نفس کی خدا کی مخلوق سے عبادت کراتے ہیں۔ انسان بادشاہی درباروں میں حریت کے ساتھ بول سکتا ہے۔ مگر ان کی مجلس میں کوئی شخص ان کے منشاء کے خلاف بول نہیں سکتا۔ آہ یہیں تک نہیں بلکہ شریعت اسلام ان کی انگلیوں میں انسانی قلم کی طرح سے حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ وہ شریعت کے متبع نہیں بلکہ شریعت ان کی متبع ہے۔ مجھ کو آج ہی ایک دوست نے قصہ سنایا کہ کس طرح ایک مولوی نے ایک شخص کو اپنی ربیبہ سے شادی کرنے کا فتوے دیا۔ جس نے ایک عورت سے شادی کی۔ اس کے ساتھ اس کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی تھی۔ جو کہ بہت خوبصورت تھی۔ وہ لڑکی جب جوان ہوئی تو اس شخص نے جو اس کو بیٹی کہا کرتے تھے اور وہ جو کہ ابا کہتی تھی۔ زناکر کے مُنہ کالا کیا۔ اور اس پر علمائے فتوے لیا۔ کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فتوی حسب مرضی دے کر مُنہ بولے انعام لیئے۔ اور وہ لڑکی ایک مدت کے تعلق کے بعد اس شخص کی بیوی ہوگئی۔ جس کی بیوی اس کی ماں تھی۔ مجھ کو اس واقعہ پر کوئی شک نہیں۔ علما اس سے بہت زیادہ کر سکتے ہیں۔ عوام الناس سید عبدالقادر کے متعلق ایک قصہ بیان کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مردہ کی روح حضرت عزرائیل سے چھڑالی۔ انہوں نے خدا سے شکایت کی تو نعوذ باللہ خدا نے کہا کہ خاموش رہو ایسا نہ ہو کہ وہ سُن لے اور غصہ میں آکر سب رُوحیں چھوڑ دے یہ قصہ بھی حضرات علمار ہی کا بنایا ہوا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ عبدالقادر تو خدا کا نیک بندہ تھا۔ لیکن علمائے کرام کو یہ اختیار ضرور ہے کہ شریعت کی جس آیت کو چاہیں مٹا دیں اور جسکو چاہیں عمل میں لے آئیں۔

ایک دفعہ میں ایک ہندوستان کے فیلسوف کی مجلس میں تھا۔ اس نے نہایت درد سے مجھ کو کہا کہ میرا خیال ہے کہ ایک موٹا قرآن کریم لے کر اس میں سے پانچ چھ آیتیں نکالدوں اس لیئے کہ مسلمانوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ ان کی چند ا

ضرورت نہیں۔ میں نے کہا کہ کون سی آیات ہیں۔ انہوں نے وہ آیات پڑھیں جن میں ایک آیت "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" تھی۔ یہ اختلاف یہ شقاق کس نے پیدا کیا۔ اس کا بانی کون تھا۔ یہی حضرات علماء دنیا کی ہر بدی ہر گناہ ان کو مباح ہے۔ اور جس کو چاہیں اجازت دے سکتے ہیں۔ اسلام ان کے نزدیک ایک مجموعہ ہے چند چیزوں کا جن میں سے بہشت اور دوزخ ایک ہیں۔ مسلمان اور بالخصوص حضرات علماء بہشت میں جائیں گے۔ وہاں کیا ہوگا۔ بعض چیزیں ہیں جن کو خدا نے یہاں مومنوں سے الگ رکھا ہوا ہے۔ وہ ان کو وہاں ملیں گی۔ وہ اچھے مکانات ہیں۔ بہترین عورتوں کی کثرت ہے۔ اور پھل وغیرہ۔ شراب اور پھل وغیرہ۔ محنت نہیں کرنی ہوگی۔ عبادت کی ضرورت نہیں رہے گی۔ تب نعوذ باللہ نعوذ باللہ عورتیں ہوں گی۔ اور انسان شہوت کی چراگاہ میں وہاں شراب کے پیالے پی کر چرتے پھریں گے۔ اور وہ انسان جن کو یہ چیزیں یہاں میسر ہیں وہ ان کو وہاں نہیں ملیں گی۔ بلکہ وہ دوزخ کی بھٹیوں میں ڈالے جائیں گے۔ اور جنتی علماء ان کی چیخوں کو سنیں گے اور محبوبوں کے ساتھ خوشی کے قہقہے لگائیں گے۔

یہ ہے وہ اسلام کی بھدی تصویر۔ یہ ہے اسلام کا وہ بدنما منظر جو ان علماء نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور جس پر وہ فخر کر رہے ہیں۔ بچپن کی بات ہے۔ میں ایک دفعہ اپنے ایک رشتہ دار کے ساتھ شاہدرہ دیکھنے کے لئے گیا۔ رات کو وہیں حکیم احمد دین صاحب کے مکان پر رہے گرمیوں کا موسم تھا۔ اور رمضان کا مہینہ۔ ان کے مکان کے قریب مجھکو یاد پڑتا ہے۔ ایک مسجد تھی۔ اس میں چند ایک غیر احمدی عشاء کی نماز کے لئے آئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ سات یا آٹھ تھے۔ ایک مولوی صاحب نے تراویح بمع نماز عشاء اور وتروں کے دس منٹ میں ختم کرادیں۔ اس کے بعد ان کا ایک مختصر خطبہ ہوا۔ اس میں بہت کچھ فضولیات تھیں۔ جو مجھکو کبھی نہیں بھولتا۔ منجملہ اور باتوں کے ایک بات یہ بھی تھی۔ "ایک دفعہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" کہدینے سے انسان اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ انڈا بال و پر سے پاک ہوتا ہے۔ خواہ اس کے گناہ اس قدر ہوں کہ انہوں نے زمین و آسمان بھر دیا ہو۔

یہ وہ خلاصہ ہے ان لیکچروں کا جو یہ علماء مسجدوں میں بیٹھ کر کرتے ہیں۔ الغرض یہ ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ جنہوں نے اسلام کی صورت کو مسخ کر دیا ہے اور اسلام کو سخت بدنام کیا ہے۔ وہ کسی شخص کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ان کے سوا کوئی شخص اسلام کو سمجھ نہیں سکتا۔ جو شخص ان کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اس کو کفر بازی سے ہلاک کیا جاتا ہے۔ عوام الناس کو ابھارا جاتا ہے کہ اس شخص کو دکھ دو۔ اس کو مارو۔ اس سے مقاطعہ کرو۔ اور اس کو طرح طرح کی تکلیفیں دو۔ یہ وہ جماعت ہے جو سب سے پہلی صف میں اسلام کا مقابلہ داخلی دشمنوں میں ہو کر کر رہی ہے۔ اس جماعت نے ہمیں اور ہماری جماعت پر جس قدر ظلم کیئے ہیں وہ ایک کھلی کھلی بات ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اس کو جانتا اور خوب جانتا ہے اس جماعت کی اصلاح بہت مشکلات اور مصائب سے ڈراتی ہے۔ کیونکہ وہ اصلاح کے محل سے کوسوں دور جا پڑے۔ اور اگر ان کی اصلاح نہ ہوئی تو ان کے وجود سے جس بیدینی کے پھیلنے کا خطرہ ہے وہ اسلام کو بالکل مٹا دینے کے مترادف ہوگی۔ پس ہم کو جہاں ایک طرف اپنے نفسوں کی اصلاح کی ضرورت ہے وہاں دوسری طرف ہماری ذمہ داری ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم ان علماء کے زہریلے اثرات کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس نشتے کو اتاریں جو ان کو چڑھا ہوا ہے۔ چونکہ یہ ایک مدت دراز کا نشہ ہے اسلئے اس کے اتارنے کے یقیناً وہ ایک کمزوری اور کم طاقتی محسوس کریں گے۔ اس وقت پوری توجہ کے ساتھ ان کی صحت کے واپس لانے کے لیئے اسلام کی قیمتی ادویات کو استعمال کرانا ہوگا۔ اور اگر ان کو چھوڑ دیا گیا۔ تو اس کے کیا نتائج پیدا ہوں گے۔ اس کے لیئے دوسرے نمبر کا انتظار کریں +

(شیخ) محمود احمد

اکسیر الاجسام

آج کی اشاعت میں اکسیر الاجسام کا اعلان پھر کیا گیا ہے۔ گذشتہ سال اس کے لیئے جو درخواستیں آئی تھیں۔ چونکہ ان سے مطلوبہ تعداد پوری نہیں ہوئی تھی۔ اس لیئے مینجر اکسیر الاجسام نے نہایت دیانت داری سے اعلان کر دیا کہ وہ دوائی تیار نہیں کر سکتے اب چونکہ موسم آگیا ہے انہوں نے اب پھر اعلان کیا ہے + میں صاحب اکسیر الاجسام سے واقف ہوں۔ وہ اس دوا کو اس وقت تک تیار نہیں کریں گے۔ جب تک پوری پچاس درخواستیں نہ آجائیں۔ اس لیئے احباب کو چاہیئے کہ وہ جلد اس تعداد کو پورا کر دیں ورنہ یہ موسم بھی نکل جائے گا +

بڑے آدمیوں کی علالت کے ایام

عجیب اتفاق کی بات ہے کہ اس ہفتہ دنیا کے بعض بڑے بڑے آدمیوں کی علالت کی خبریں آئی ہیں ملک معظم کی علالت کی خبر کسی دوسری جگہ شائع کی گئی ہے۔ جرمنی کے صدر کی علالت کی بھی خبر آئی ہے جن کے ایام علالت میں ڈاکٹر لوتھر فرائیض صدارت سرانجام دیں گے۔ انگلستان کے بہت بڑے سیاسی شاطر لائڈ جارج کی علالت کی خبر بھی آئی ہے۔ اور اب اٹلی کے وزیر اعظم میسولینی کی علالت کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ انگلستان میں انفلوئنزا کی سخت شکایت شروع ہے۔ اللہ رحم کرے۔ ایک طرف یہ حملے ہیں۔ دوسری طرف مختلف ممالک میں بغاوتوں اور سیاسی سرگرمیوں کا زور ہے۔ خدا تعالے اپنا رحم اور فضل کرے آمین +

ناظرین اخبار خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف +

صوبجات متحدہ کی مسلم لیگ کے اجلاس میں واقعہ شہادت کابل

الہ آباد میں صوبجات متحدہ کی مسلم لیگ کے اجلاس میں کارروائی شروع ہونے سے پہلے آنریبل سید رضا علی صاحب نے ناظر امور عامہ کا تار واقعہ سنگساری کے متعلق پیش کیا جس میں صدر مسلم لیگ سے التماس کی گئی ہے کہ وہ مسلم قوم کی طرف سے امیر افغانستان کے پاس زبردست احتجاج کرے۔ اس تار پر دیر تک بحث ہوتی رہی اور آخر صدر اجلاس سید آل نبی صاحب نے فیصلہ کیا کہ یہ معاملہ آل انڈیا مسلم لیگ سے تعلق رکھتا ہے صوبہ کی کانفرنس اس پر بحث نہیں کریگی +

ہمارے ناظرین اخبار کو معلوم ہے کہ آنریبل سید رضا علی صاحب نے بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ بلاخوف لومۃ لائم بمبئی میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شہید نعمت اللہ خان صاحب کے متعلق اپنی صدارتی تقریر میں حکومت افغان کے اس فعل سے اظہار نفرین کیا تھا اور اب بھی انہوں نے اپنی ہمدردی کا اظہار عملی صورت میں کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مسلم لیگ اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے گی۔ اس لیئے کہ ایسے افعال کا صدور اسلام کے خلاف اور اس کو بدنام کرنے والا ہے +

حکومت افغانستان کا ظالمانہ فعل

اخبارات کی نظر میں

حکومت افغانستان نے آزادی ضمیر اور عقاید کو جس بیرحمی اور وحشیانہ پن سے ذبح کیا ہے اس کے خلاف تمام دنیا کے پریس میں مخالفت اور احتجاج کی لہر پیدا ہو گئی ہے + اور خوشی کی بات ہے کہ بجز بعض ان نام نہاد مسلم پرچوں کے جو علمائے سوء سے خائف اور ترساں ہیں۔ فہیم اور آزاد خیال مسلم اخبارات بھی اس ناسزا فعل کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں + الحکم میں اتنی گنجایش نہیں کہ تمام اخبارات کے اقتباسات درج کیئے جاسکیں۔ تاہم جہاں تک ممکن ہوگا ان کے خلاصے درج ہوتے رہیں گے +

لاہور کے سول ملٹری گزٹ نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس تار پر جو لیگ آف نیشنز کو بھیجا گیا ہے۔ ایک زبردست مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے لاہور کے مسلم آوٹ لک نے جس کے ایڈیٹر ایک نو مسلم انگریز ہیں اور احمدی نہیں اپنے خیالات کا نہایت صفائی سے اظہار کیا ہے۔ اور اس فعل کی شناعت اور قباحت کا اعلان کیا ہے + دہلی کے ایک معزز سکھ اخبار ریاست نے ایک زوردار احتجاجی نوٹ لکھا ہے جس کو میں ذیل میں درج کرتا ہوں + روئٹر ایجنسی نے جنیوا سے

مجلس الاقوام کے تار کی تشہیر کی ہے۔

غرض تمام دنیا میں اس نہایت ہی بھیانک اور مکروہ فعل کے خلاف آواز بلند ہو رہی ہے۔ اور ہوتی رہے گی۔ جب تک کہ افغانستان کی حکومت کے ہاتھ کو اس قسم کے لعنتی افعال سے نہ روکا جائے۔ بہرحال ریاست لکھتا ہے۔

"افغان گورنمنٹ کا یہ وحشیانہ فعل جو موجودہ زمانہ میں اس قدر قابل نفرت ہے کہ جس کے خلاف مہذب ممالک جتنا بھی صدائے احتجاج بلند کریں۔ کم ہے اور یقیناً امیر افغانستان کے غیر مذاہب کے ساتھ کیئے گیئے۔ اس سلوک نے دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ گو افغانستان اس زمانہ میں مہذب ہونے کا مدعی ہے مگر فی الحقیقت وہ اس درندگی سے محروم نہیں ہوا جو اسے ہزار ہا سال سے اپنے بادشاہوں سے وراثت میں ملتی آئی ہے۔

دنیا میں کسی شخص کا مذہبی عقاید کی صورت میں حکومت کی طرف سے ظلم کیا جانا۔ اور بے رحمی کے ساتھ قتل کیا جانا باعث شہادت ہوا کرتا ہے۔ اور بلاشبہ نعمت اللہ اور اس کے دو شجاع اور بہادر قادیانی بھی شہید کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اپنے عقاید کے مقابلہ پر دنیاوی لالچ اور راحت و آرام کی پروانہ کی۔ اور اپنے فانی جسم کو پتھروں۔ اینٹوں اور دوسری بیجان چیزوں کے حوالہ کر دیا ع

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ہم جہاں افغان حکومت کے اس ظالمانہ فعل کے خلاف نفرت اور انتہائی حقارت کا اظہار کرتے ہیں۔ وہاں ان شہدا کے خاندان اور قادیانی فرقہ کے تمام لوگوں کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے عقاید پر مضبوط رہ کر دنیا میں ظاہر کر دیا کہ ہندوستان اب بھی اپنے عقاید کے مقابلہ پر بڑی مصیبت کو لبیک کہنے کے لیئے تیار ہے"+

الحکم کی اشاعت میں مدد

مکرمی میر قاسم علی صاحب نے ایک پُر درد اور واقعات حقہ پر مبنی اپیل چھاپ کر بطور ایک سرکلر لیٹر کے احباب کو بھیجی ہے جس میں احمدی پریس کی موجودہ حالت کو بیان کر کے احباب کو توجہ دلائی ہے کہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے کم از کم ایک ایک ہزار خریدار فاروق۔ الحکم۔ اور نور کو دیں لیکن اس قسم کی تحریکوں کو اخبار میں عرصہ سے بند کر دیا ہے۔ کہ وہ کچھ نتیجہ پیدا نہیں کرتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پریس کی حالت بہت ہی قابل غور ہے۔ میر صاحب کی تحریک پر مکرمی منشی محمد یوسف صاحب امیر جماعت مردان نے تین اور اور منشی بدر الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ملتان نے ایک خریدار الحکم کے لیئے بھیجا ہے۔ ممکن ہے دوسرے دوستوں کو بھی تحریک ہو۔ میں منشی محمد یوسف صاحب اور منشی بدر الدین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہیں اپنے پریس کے لیئے احساس ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ انجمنوں کے سکرٹری اور اس فرض کا احساس نہیں کرتے۔ اگر وہ توجہ کریں تو یہ بہت ہی حقیر مطالبہ ہے۔ بہرحال زندہ قوم کے لیئے اس قوت کو بیکار اور کمزور نہیں کرنا چاہیئے۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ناز کیا ہے۔ اور جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن مجید میں والصحف نشرت کے ماتحت پیش گوئی کی گئی تھی۔ اس عصر اشاعت میں اگر ہم پریس کو مضبوط نہیں کرتے تو اس پیش گوئی کی عظمت کو کمزور کرتے ہیں۔ کیا اخبارات کے لیئے ایک آنہ روزانہ ہم خرچ نہیں کر سکتے؟۔ اے مردان بکوشید۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ کہ اگر اور کچھ نہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد ہی کی تعمیل میں اس تعداد کو پورا کرو۔ کہ خدا تعالےٰ اس کی جزا ہو گا+

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت خلیفۃ المسیح بھیرو چھچی میں ہیں۔ الحمد للہ آپ کی صحت اچھی ہے۔ رفقائے سفر بھی بحمد اللہ خوش ہیں۔ اہم معاملات میں حضرت کی ہدایات روزانہ آ رہی ہیں۔ اور ڈاک برابر آ جا رہی ہے۔ آپ کے کام میں بجز اس کے کوئی کمی نہیں۔ کہ پہلے قادیان میں تھے۔ اور اب چند روز کے لیئے کنارہ بیاس پر+

۲- موسم میں تبدیلی کا رنگ شروع ہو گیا ہے۔ اور قادیان میں اب چیچک کی طرف سے بھی آرام ہے۔ طاعون کے بعض کیس جو ہو گئے تھے۔ اب ان کی طرف سے بھی خدا کے فضل سے آرام ہے۔

۳- آج بعد دوپہر مولوی مبارک علی صاحب معہ لیڈی قادیان آ پہونچے۔ احباب نے قادیان سے باہر اپنے مبلغ کا استقبال کیا۔

درخواست دعا

مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء انٹرنس کا امتحان قریب ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان کی کامیابی کے لیئے دعا کریں۔

ہیچمیرز عرفانی کا ایک بچہ محمد داؤد بھی امتحان میں جا رہا ہے۔ میں اپنے خاص احباب سے اس بچے کے لیئے دعائے کامیابی کی درخواست کرتا ہوں۔ (عرفانی)

جناب گاندھی اور شہداء کابل

جناب گاندھی صاحب نے ینگ انڈیا کی تازہ ترین اشاعت میں کابل کے واقعہ ہائلہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

نعمت اللہ خان کی دہشت انگیز سزایابی کے موقع پر عمداً اظہار رائے سے محترز رہا۔ لیکن میں موجودہ سنگساری کو نظر انداز کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ایک ایسے انسان کی خشیت سے جو خشیت الہی میں زندگی بسر کرتا ہو۔ ہر حالت میں اس طریق کو اخلاقاً قابل اعتراض سمجھتا ہوں۔ میں فرقہ احمدیہ سے اس مصیبت میں اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔ سزا کا یہ طریق ایسا ہے۔ جس سے انسانی ضمیر مجروح ہوتا ہے۔ خواہ کتنا ہی بڑا جرم کیوں نہ ہو۔ اس سزا سے نہ عقل اتفاق کرتی ہے اور نہ دل اس کی حمایت کرتا ہے۔"

جناب گاندھی نے یہ رائے صدر کانگرس کی حیثیت سے ظاہر کی ہے+

ابھیودے الہ آباد کی رائے

الہ آباد کا مشہور ہندی اخبار ابھیودے افغانستان میں ظلم کے عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ افغانستان میں آج کل مذہبی دیوانگی اور ضعیف الاعتقادی کا سکہ" جاری ہے۔ دوسرے مذہبوں کا تو ذکر ہی کیا۔ امیر کی گورنمنٹ اسلام ہی کے ایک فرقہ قادنیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتی۔ اطلاع ملی ہے کہ دو سیدھے سادھے قادیانیوں کو پتھروں سے مروا دیا گیا۔ کیا افغانستان سرکار کی یہی تہذیب ہے؟ بیسویں صدی میں بھی جو گورنمنٹ ایسا بعید از انسانیت فعل عمل میں لا سکتی ہے اُسے مہذب کہنا تہذیب کا گلا گھوٹنا ہے۔"

انجمن ہائے احمدیہ کے احتجاجی ریزولیوشن

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی انجمنیں افغان

گورنمنٹ کے اس وحشیانہ فعل کے خلاف اپنی آواز بلند کر رہی ہیں اور ہر جگہ سے احتجاجی ریزولیوشن بھیجے جا رہے ہیں۔ بیشک آج یہ صدائیں صدا بصحرا سمجھی جاتی ہیں مگر وقت آتا ہے کہ جب صدائے بازگشت پیدا ہو گی۔ اور افغان گورنمنٹ کو اپنی اس کرتوت پر خود حسرت و افسوس کے آنسو بہانا پڑیں۔ احمدیو! خدا تعالےٰ نے مسیح موعود کے ذریعہ تم کو پہلے سے بشارت دی ہے۔

ڈر مت مومنو!

یہ اسی دن کے لیئے ہے تمکو اور ہمت نہ ہارو۔ یاد رکھو تم ہی کامیاب ہو کر رہوگے+

دنیائے اسلام کا ہفتہ

حالاتِ حجاز کہا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ میں **ابن سعود** اور شیخ **سنوسی** باہم مشورہ کر رہے ہیں۔ اس مشاورت کے نتائج اہم خیال کیے جاتے ہیں۔

موجودہ حالتِ حجاز کے زیرِ نظر **حکومتِ مصر** مکہ مکرمہ میں محمل مقدس نہیں ارسال کرے گی۔ علاوہ بریں اشیائے خوردنی اور روپیہ وغیرہ جو حسبِ معمول حکومتِ مصر بھیجا کرتی تھی نہیں ارسال کیا جاویگا۔ مزید براں حکومت مصر مفتیٔ اعظم سے ایسا فتوےٰ لیا جاوے کہ ان حالات میں جو لوگ حج کو جائینگے تو نقصان کی ذمہ واری انپر ہی عاید ہو گی۔

نام نہاد جمعیۃ العلمائے ہند نے اعلان کیا ہے کہ حجاز کی حالت قابل اطمینان نہیں اسلیئے امسال لوگ **حج** کے ارادہ سے **کراچی** اور **بمبئی** نجاویں۔ عجیب بات ہے ایک اخبار میں چندروز پیشتر **حکومت ہند** کو متنبہ کیا جا رہا تھا کہ وہ حاجیوں کا انتظام کرے اور اب جمعیۃ العلماء حج سے روک رہی ہے۔ حج بند ہو گیا مسیح موعود اور مہدی کب آئے گا؟

ترکی یونانی تنازعہ | یونانی بطریق کے اخراج کیوجہ سے

ترکی اور یونانی نزاع بڑھتی جا رہی ہے۔ ترکی دو لاکھ یونانیوں کو قسطنطنیہ سے خارج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ مغربی تھریس سے ۸۰ ہزار ترک واپس آجاویں۔ معلوم ہوا ہے کہ یونانی حکومت اس مطالبہ کو قبول نہیں کر سکتی یونان کے شہروں میں پہلے ہی آبادی کی کثرت ہے اور مزید خارج البلاد یونانیوں کیلئے نہ جگہ ہے نہ کام۔ اور یونانی بوجہ اپنی مالی حالت کی کمزوری کے پناہ گزینوں کے اخراجات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

ترکی کے خاندان خلافت کو حکومت ترکیہ نے اپنے املاک کے فروخت کرنے کے لئے ۱۰ ماہ کی اور مہلت دی ہے۔

مولانا روم کے مزار کے متعلق اوقاف کا انتظام حکومت ترکیہ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتی تھی مگر معلوم ہوا کہ مزار کے متولی حبیبی آفندی کی درخواست پر یہ اوقاف انکی نگرانی میں بعض شرائط کے ساتھ واپس کر دیئے گئے۔

ترکی حکومت اب فن پرواز میں ترقی کر رہی ہے۔

امریکہ نے فلسطین میں برطانیہ کی علم برداری کو تسلیم کر لیا ہے اور ایک عہدنامہ کی رو سے اس تسلیم کی توثیق و تصدیق ہو چکی ہے امریکہ نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ ہر ایک قوم کے ساتھ فلسطین میں یکساں سلوک کیا جاوے۔

کردستان میں بغاوت | انگورا کی نیشنل اسیمبلی میں فتح بے وزیر اعظم نے بیان کیا کہ کردستان کی بغاوت کی وجہ یہ ہے کہ جب حکام نے شیخ سعید کے پیروکاروں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تو اس ہجوم نے مقابلہ کیا۔ اور کئی آدمی زخمی کیے گئے۔ انکا افسر کمانڈنگ گرفتار کر لیا گیا۔ کردستان کے شیخ کا اعلان بھی وزیر اعظم نے پڑھکر سنایا جسمیں کرد حکومت اور **خلافت** کے قیام۔ شریعت کی پابندی اور موجودہ حکومت کو معطل کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ شیخ کا یہ اعلان دیار بکر کی سرکاری عمارتوں پر بھی چسپاں کیا گیا ہے اسمیں صاف لکھا ہے کہ سلطان عبدالحمید کے لڑکے کو کردستان کا بادشاہ مقرر کرنے کی تجویز کیجا رہی ہے۔ باغی لوگ دیار بکر سے صرف بارہ [12] میل کے فاصلہ پر ہیں۔

مزید خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بغاوت وسیع ہو رہی ہے اور مشرقی ولایت میں مارشل لا کا اعلان کیا گیا ہے مگر باغیوں نے اپنی گورنمنٹ قایم کر لی ہے اور اسکا اعلان کر دیا گیا ہے۔

ہندوستان کی خبریں

دیانند شتابدی کا جلسہ کامیابی سے ختم ہو گیا ڈیڑھ لاکھ کے **قریب** آدمی مختلف اطراف ہند سے جمع ہوئے **پانچ لاکھ** کی اپیل کیگئی ہے۔ جسپر ایک سے زیادہ روپیہ نہیں جمع ہو گیا۔ متھرا کے پانڈوں سے ایک ہلکی سی لڑائی بھی ہوئی کہا جاتا ہے کہ بعض سادھو عورتوں اور بچوں کا اغوا کرتے تھے۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور بھیس بدلکر ایسی کرتوت کرتے تھے وہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ جس سے بھی ایسا فعل سرزد ہو صد ہزار نفرین کے قابل ہے ایسے لوگوں کو پکڑ کر سزا دلانی چاہیئے تھی تاکہ حقیقت کھل جاتی۔

ڈاکٹر کچلو اور اسکے رفقائے کار کو جو خلافت کمیٹی کے لیے چندہ جمع کرنے صوبہ سرحدی میں گئے تھے پشاور کے چیف کمشنر نے صوبہ سے نکلجانے کا حکم دیا اور پولیس کے ذریعہ نکالدیا۔

اس وفد خلافت نے پچیس ہزار کیلئے اپیل کیا تھا مگر افسوس ہے پوری ناکامی ہوئی اب مسلمان سمجھ گئے ہیں کہ انکے روپیہ کا کیا حشر ہوتا ہے۔

گلبرگہ کے فسادات کے متعلق جو کمیشن نظام حیدر آباد نے مقرر کیا تھا اسکی رپورٹ پیش ہونے پر حضور نظام نے صدر کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور تمام ملزموں کو چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں متھرا کی شتابدی کے موقعہ پر ایک مسلمان نے پانچسو روپیہ نقد اور ۱۹ گائیں آریہ سماج کو دی ہیں **جمعیۃ العلماء** سوتی ہے یا جاگتی ہے۔

الہ آباد میں مسلمانوں کی کئی کانفرنسوں کے اجلاس ہوئے ہیں۔ مراد آباد میں ایک **سُنّی کانفرنس** ہونے والی ہے۔

لاہور کی میونسپل کمیٹی نے ملن تھیئیٹر کے منیجر سے شراب کے لائیسنس کی سفارش کی ہے نمبر **لاہور کی ٹمپرنس سوسائٹی** میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور اسنے میونسپل کمیٹی کو نوٹس دیا ہے کہ اسکو جلد سے جلد مسترد کرنا چاہیئے۔

مشہور و معروف سیاسی لیڈر مسٹر گڈوانی ۲۴ فروری ۱۹۲۵ء کو نابھا جیل سے رہا کر دیا گیا ہے۔ چونکہ وہ قومی کالج گجرات کے پرنسپل اور قومی یونیورسٹی کے چانسلر تھے اسلیئے کالج مذکور میں ایک دن کی تعطیل منائی گئی۔

اکالیوں کا ایک شہیدی جتھہ کنیڈا سے آیا تھا اور اب ایک جتھہ ہانگ کانگ سے آیا ہے جو حسب معمول جیتو جائے گا۔ ریلوے سٹیشن امرتسر پر انکا استقبال کیا گیا اور انکا جلوس شہر کے بڑے بازاروں میں سے گذرا۔

کہا جاتا ہے راجہ سپورن سنگھ صاحب ولیعہد ریاست جموں وکشمیر انگلستان اپنے مشہور مقدمہ کے سلسلہ میں ادائے شہادت کے لیے جائینگے۔

اکالی لیڈروں کے مقدمہ میں ۸ ملزم رہا کر دیئے گئے ہیں اور باقیوں پر فرد جرم لگایا گیا ہے۔

دہلی اور بمبئی کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے لاہور اور دہلی کے درمیان پہلے سے موجود ہے اسطرح گویا ایک شخص لاہور بیٹھا ہوا بمبئی بات چیت کر سکتا ہے **اس سے بڑے کان کیا ہوں گے؟**

ندوۃ العلماء لکھنؤ کا سالانہ اجلاس کئی سال کے بعد اس مرتبہ ۹۔۱۰ مارچ کو ہوگا۔ صدر الصدور امور مذہبی حیدر آباد (دکن) مولوی حبیب الرحمٰن شیروانی اس جلسہ کے صدر ہونگے انھیں تاریخوں میں آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا اجلاس بمبئی میں ہوگا۔ اور اس کانفرنس کے اجلاس کے صدر نواب سرفراز حسین خانصاحب رئیس پٹنہ ہوں گے۔ سُنّی کانفرنس کا اجلاس ۱۶ مارچ کو مراد آباد میں ہوگا۔ کیوں نہو؟ کانفرنسوں کا زمانہ ہے۔

بائیسکل پر دنیا کا سفر کرنے کے لیئے تین پارسی بمبئی سے گذشتہ سال روانہ ہوئے تھے جب ہم **دمشق** پہنچے ہیں تو یہ ہمت بلند نوجوان ہم سے بھی ملے تھے دمشق میں ان کے لیئے بعض ہندوستانیوں نے کچھ چندہ بھی کیا تھا اب خبر آئی ہے کہ وہ پیرس پہنچ چکے ہیں ان کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ تفلس میں انکو بالشویکیوں نے گرفتار کر لیا مگر پھر رہا کر دیا۔ صوفیا (بلغاریہ) میں شاہ بورس نے انکا خیر مقدم کیا بلغراد (سرویہ) میں شاہ الگزینڈر نے انھیں مہمان رکھا اور وہاں سے وہ وائنا۔ پراگ۔ میونک۔ زورک برن اور جینوا ہوتے ہوئے پیرس پہنچے ہیں انکا سفر اور دو سال میں ختم ہوگا۔ حقیقت میں علوِ ہمت کی یہ ایک اچھی مثال ہے۔

ضرورت

ایک احمدی بھائی جو پوسٹل کلرک ہیں ترکِ ملازمت کر کے **تجارت** یا دستکاری کا کام شروع کرنا چاہتے ہیں تاکہ ایک آزاد پیشہ میں ہو کر وہ تبلیغ بھی کر سکیں اور سلسلہ کی مالی خدمات میں بھی زیادہ حصہ لے سکیں وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی دستکاری سیکھ لیں جس سے **افریقہ** یا **مصر** میں جاکر اپنا کام کر سکیں اور تبلیغ بھی کریں جو احباب ایسے بھائی کو کوئی صحیح اور مفید مشورہ یا مدد دے سکیں وہ دفتر الحکم کو اطلاع دیں۔

(ایڈیٹر) میری رائے میں اگر رخصت مل سکے تو وہ رخصت لیکر کسی اچھے درزی کے پاس رہ کر **خیاطی** سیکھ لیں یہ پیشہ غیر ممالک میں بھی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ایک اچھا درزی باہر جاکر معقول آمدنی پیدا کر سکتا ہے میں نے انگلستان اور مصر میں دیکھا ہے کہ کپڑے کی اتنی قیمت نہیں ہوتی جسقدر سلائی پر دینا پڑتا ہے۔ ہندوستان میں تجارت مختصر سرمایہ سے بھی ہو سکتی ہے اور بڑے شہروں میں پھیری کا کام ہو سکتا ہے۔

اکسیر الاجسام

یا

کیمیائے بدن

فاحفظہ فانہ من اسرار المخفیۃ

چند دوستوں کی سفارش سے میں نے بفضل خدا ادویات کا سلسلہ شروع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ سب سے پہلے جس دوائی میں پیش خدمت ناظرین اخبار کرنا چاہتا ہوں وہ **اکسیر الاجسام** ہوگی جو اسرار مخفیہ میں سے ہے۔ بلا مبالغہ رفتہ طاقت کو واپس لانے والی اور دوائی اس کے برابر دنیا میں کم میسر ہو سکے گی۔ بلا ریب یہ ضعف ہضم کو زائل کر کے خون صالح پیدا کرتی ہے۔ اور معدہ کو قوی تر بناتی ہے۔ خواہ کتنی ہی مدت کا معدہ کمزور کیوں نہ ہو۔ دودھ جس قدر بھی پیا جاوے ہضم ہو جاتا ہے۔ اس کے چند دنوں کے کھانے سے چہرہ پر رونق آجاتی ہے۔ **مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ اور محافظ حرارت غریزی ہے۔ دماغ دل و جگر و گردہ و مثانہ کی طاقت کو بڑھانے میں اپنا نظیر اعجاز رکھتی ہے۔ مثانہ کے تمام امراض اسکے استعمال سے فی الفور دور ہو جاتے ہیں۔** اسکے کھانیکے بعد عمر بھر دیگر مقویات کی ہرگز ضرورت نہ پڑیگی۔ یہ دوائی سیکڑوں اور ہزاروں کے خرچ سے سبکدوش کرنیوالی ہے قیمت فی شیشی جسمیں فقط تین رتی دوائی ہوگی مبلغ دس روپیہ علاوہ محصولڈاک ہوگی۔ مقدار خوراک ایک دانہ خشخاش سے لیکر ایک چاول تک ہو سکتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال شیشی کے ہمراہ حاضر ہوگا۔

غیر شادی شدہ بغیر کسی معقول وجہ کے اسکے لئے ہرگز درخواست نکریں!۔

ضروری گذارش

چونکہ اس دوائی کے اجزا نہایت قیمتی اور سخت وقت طلب ہیں۔ اس لئے جبتک میرے پاس کم از کم پچاس درخواستیں نہ پہنچ جائینگی میں دوائی طیار نہ کر سکونگا۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ قیمت بطور پیشگی بھیجی جاوے بلکہ اس سے میرا منشاء درخواست خریداری سے ہے۔ کیونکہ یہ دیگر اشتہاری ادویہ کی طرح نہیں ہے یہ وہ دوائی ہے جو آجتک سینہ بسینہ چلی آئی ہے۔ جسکی تین رتی تمام عمر کیلئے کفایت کر سکتی ہیں اللہ تعالےٰ علیم ہے میں نے (بمقابلہ فوائد اور محنت کے) اسکی قیمت کی تعیین میں کسی حد تک ایثار سے بھی کام لیا ہے۔ تمام درخواستیں موصول ہو جانیکے ایکہفتہ بعد دوائی طیار ہو کر بذریعہ وی پی ارسال ہوگی۔ **درخواستیں دفتر الحکم کے پتہ پر آنی چاہئیں**

المشتہر

مینجر اکسیر الاجسام تراب منزل قادیان

شاہی حاذق طبیب

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب

خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مجربات

شفاخانہ فضل رحمانی میں وہی نسخہجات طیار ہوتے ہیں جو شاہی حکیم حضرت مولوی نور الدین صاحب سابق طبیب ریاست جموں و کشمیر کے سالہا سال کے تجربہ میں آچکے ہیں مریض کی صحت اور شفا کی گارنٹی کا دعوے تو بیبا کی اور جرأت ہے۔ شفا دینا محض اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ ہم صرف اتنا ہی کہسکتے ہیں کہ جس مرض کا جو علاج مولوی صاحب موصوف کے عام تجربہ میں مفید ثابت ہوا ہے اسے ہم بھی استعمال کرتے ہیں اور نہایت نیکنیتی سے اجزائے نسخہ کو ترکیب دیتے ہیں۔ ہمارے ذاتی تجربہ اور قابلیت کے متعلق خود حکیم صاحبکی یہ رائے ہے

حکیم نور الدین صاحب کی رائے

میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اسکے باعث بہت لوگوں کو نفع پہنچیگا۔ الٰہی! میرا یہ گمان سچ ہو۔ **نور الدین**

باینہمہ ہمارا دعوے ہے کہ مریض کے مفصل حالات آنے پر حضرت مولوی صاحب کے طرز عمل پر نسخہ طیار ہوگا آپ اگر خدانخواستہ آپ کسی مرض میں مبتلا ہیں تو تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

مندرجہ ذیل ادویات موجود ہیں۔

سرمہ زنگاری۔ آنکھوں کی بہت سی امراض کیلئے مفید ہے خصوصاً جالا دھند سبل ڈھلکا جرب کیلئے قیمت فی تولہ دو روپیہ (ع)

سرمہ نور العین۔ آنکھ کی اکثر امراض کے لئے مجرب ہے جس میں بڑا جزو ممیرا ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپیہ (سے)

آتشک کی گولیاں۔ فی ڈبیہ دو روپیہ۔ (عہ)

آتشک کی بتیاں۔ قیمت فی بتی چار آنہ (۴)

سفوف جریان (عورت کو ہو یا مرد کو) چند روز کے استعمال سے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ (عہ)

سفوف سوزاک۔ قیمت اکیس خوراک (للعہ)

حبوب باؤ گولہ (ہسٹیریا) یہ گولیاں امراض باؤ گولہ (ہسٹیریا) میں ازبس مفید ہیں بفضلہ تعالےٰ قیمت فی ڈبیہ (سے)

حب طحال قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

کھانسی کے لئے گولیاں قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ (عہ)

حب ضیق النفس۔ قیمت فی ڈبیہ تین روپیہ (سے)

مرض اٹھرا کی مجرب دوائی۔ یہ دوائی حکیم حاذق حضرت مولوی نور الدین صاحب کی کثرت سے تجربہ میں آئی ہے۔ اس سے صدہا عورتوں کو فائدہ ہوا ہے جنکے بچے بچپن میں اس مرض میں ضائع ہوتے ہیں۔ یہ چند ادویہ ہیں کچھ گولیاں ہیں اور کچھ خاص قسم کی دم کی ہوئی اجوائن اور قرنفل سیاہ ہوگی کل ادویہ کی قیمت پندرہ روپیہ (ع)

کثرت عیاشی اور غلط کاریوں کی وجہ سے تلافی مافات کے واسطے **حبوب اور طلاء** کی قیمت چھ روپے

محصول ڈاک ہر حالت میں

بذمہ خریدار ہوگا۔ درخواست میں اخبار کا حوالہ ضرور دو!

المشتہر

مینجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب